اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

(العنکبوت69)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مقام انسانیت:

انسان دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ اور اس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ یہ اپنے مقام اور منصب تک پہنچنے کے لئے محنت کرے تو راستہ ہموار کر دیا جاتا ہے اور اگر محنت نہ کرے تو یہ اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

بے عملی کی بنیادی وجہ:

عجیب بات تو یہ ہے کہ ہم اکثر و بیشتر نیکی کی باتیں اپنے بڑوں سے سنتے آتے ہیں مگر ہم توجہ نہیں دیتے، عمل کے جذبے سے نہیں سنتے اور معاملہ ایسے بن جاتا ہے کہ جیسے ہم نے سنا ہی نہیں ہوتا۔ ہم سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَھُمْ (الانفال:23) اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیتا تو انہیں سننے کی توفیق عطا فرما دیتا۔

اول تو سنتے ہی نہیں اور اگر سنتے بھی ہیں تو سمجھتے نہیں۔ فَمَالِ ھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَھُوْنَ حَدِیْثًا (النسآء:78) کچھ ایسے ہیں جو سنتے نہیں اور جو سن لیتے ہیں وہ بات کو سمجھتے نہیں۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ عمل کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔

......مگر دل نہ بدلا:

ہر سال تقریباً پچیس لاکھ آدمی حج پر جاتے ہیں اگر وہی بدل کر واپس آ جائیں تو اس دنیا کے اندر انقلاب آ جائے۔ وہ جاتے ہوئے کیا کہہ رہے ہوتے ہیں لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وہ بیٹھتے اٹھتے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کا نعرہ مارتے ہیں، وہ سوتے جاگتے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ پڑھ رہے ہوتے ہیں، وہ اوپر چڑھتے ہیں اور نیچے اترتے تو لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ پکار رہے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ رب العزت کے گھر کا دیدار کرنے جا رہے ہوتے ہیں اور واپسی پر وہ اپنے گناہوں کو بخشوا کر آ رہے ہوتے ہیں۔ جن کو اتنا انعام دیا کہ جب حج سے واپس لوٹیں تو چالیس دن تک ان کی اپنے گھروں میں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! تو حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما۔ اب یہ حاجی خود بدل کے نہیں آیا۔ کتنے افسوس اور غم کی بات ہے کہ اللہ رب العزت کے گھر کا دیدار کر کے آئے......مگر دل نہ بدلا۔ جب کہ ہمارے اسلاف حج کے سفر پر جایا کرتے تھے اور ایک ایک سفر میں ان سے ہزاروں آدمی اسلام قبول کیا کرتے تھے۔ آج ہم حج پر جا کر واپس آتے ہیں مگر خود صحیح معنوں میں مسلمان بن کر واپس نہیں آتے۔

ہماری کسمپرسی:

ہماری کسمپرسی اور بے سروسامانی کا یہ عالم ہے کہ عبادات سے رغبت بالکل ختم ہوتی جا رہی ہے۔ چند منٹ مصلے پر بیٹھنا پڑ جائے تو ایک مصیبت نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی ایسی جگہ پر پہنچ جائیں جہاں لوگ قرآن پاک پڑھ رہے ہوں تو کنی کتراتے ہیں کہ قرآن نہ ہی پڑھنا پڑے اور اگر ایک پارہ پڑھ بھی لیں اور کوئی دوسرا کہہ دے کہ جی ایک پارہ اور پڑھ دیں تو چہرے پر ایسے اثرات ہوتے ہیں کہ جیسے پتہ نہیں

کونسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ عبادات کا شوق ختم ہوتا جارہا ہے۔ دنیا کی لذتوں کے پیچھے دیوانے بنے پھرتے ہیں اور روحانی لذتوں سے ناواقف اور نا آشنا ہوتے چلے جارہے ہیں۔

قرون اولیٰ اور زمانہ حاضر کا تقابل:

ایک وقت تھا کہ جب تہجّد کے فوت ہونے پر لوگ رویا کرتے تھے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے پر رویا کرتے تھے۔ لیکن آج وہ وقت آ چکا ہے کہ فرض کی جماعت بھی حاصل نہیں۔ حتیٰ کہ نماز بھی اگر قضاء ہوگئی تو کوئی انسان اس پر غم کرنے والا نظر نہیں آتا۔ آج کا زمانہ فتنے کا زمانہ ہے۔ فتنے سواری پر سوار ہو کر آرہے ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم پہلے سے کمزور ہوتے چلے جارہے ہیں۔

تہجّد سے محرومی کی وجہ:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مصروفیت اور تھکاوٹ کی وجہ سے ہم سے تہجّد میں اٹھا نہیں جاتا۔ ٹھیک ہے، یہ ان کی سوچ ہے۔ مگر کسی کی سوچ یہ بھی تو ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ دیکھنا ہی پسند نہیں کرتے۔

تہجّد کے وقت فرشتوں کی تین جماعتیں:۔

جب رات کا آخری پہر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی تین جماعتیں بنا دیتے ہیں۔

(۱) تھپکیاں دے کر سلانے والے فرشتے:

ایک جماعت کو حکم دیتے ہیں کہ دیکھو، یہ میرے مقربین کے جاگنے کا وقت ہے، یہ میرے چاہنے والوں کے لئے مجھ سے راز و نیاز کرنے کا وقت ہے۔ تم دنیا میں جاؤ، فلاں فلاں میرے نافرمان بندے ہیں، انہوں نے مجھے ناراض کیا ہوا ہے، تم ان کے سرھانے جا کر کھڑے ہو جاؤ اور تھپکیاں دے دے کر ان کو

سلا دو تا کہ یہ سوئے رہیں اور ان کی آنکھ نہ کھلے۔ میں چاہتا ہی نہیں کہ یہ اس موقع پر میرے سامنے کھڑے ہوں۔ فرشتے آتے ہیں اور ان لوگوں کو تھپکیاں دے کر میٹھی نیند سلا دیتے ہیں۔

چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اکثر لوگ عشاء کے بعد گپیں مارنا شروع کر دیتے ہیں، گپیں مارتے مارتے جب تہجّد اور قبولیت کا وقت شروع ہوتا ہے تو سوئے پڑتے ہوئے بلکہ موئے پڑے ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ پر اس کی اکثر مثالیں آپ دیکھتے ہیں کہ عشاء کے بعد خوب گہما گہمی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جی ہم ساری رات جاگتے رہیں گے لیکن رات کے آخری پہر میں انہی لوگوں کو دیکھیں، سب سوئے موئے پڑے ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ مقربین کے اٹھنے کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے وقت میں ان کو جاگنے نہیں دیتے۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہم نہیں جاگتے لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ اوپر سے توفیق ہی نہیں ہوتی بہانہ تھکاوٹ اور کاموں کا بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس وقت میں ان کا جاگنا بھی پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ ایسی برکت کا وقت ہوتا ہے کہ ہمارے مشائخ نے لکھا ہے کہ جو عورتیں رات کے آخری پہر میں اٹھ کر اپنے گھر میں جھاڑو دیتی ہیں یا لسی بناتی ہیں جیسے کہ دستور ہے ہمارے علاقوں کا، اس وقت کوئی کام کرنے والی عورت بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہتی۔ جب رحمت کا یہ حال ہے تو ایسے وقت میں جو بھی جاگے گا وہ حصہ پائے گا۔ اسی لئے جاگنے ہی نہیں دیتے۔ حکم ہوتا کہ سلا دو ان کو تا کہ فہرست میں نام ہی نہ آئے۔ ہم ان کو کچھ نہیں دینا چاہتے۔

(۲) پر مار کر جگانے والے فرشتے:

پھر فرشتوں کی ایک دوسری جماعت کو حکم ہوتا ہے کہ جاؤ فلاں فلاں بندے میرے پسندیدہ بندے ہیں، جاؤ اور ان کو پر مار کر جگاؤ تا کہ وہ میرے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کریں، مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کریں۔ وہ مجھ سے مانگیں گے اور میں ان کی جھولیاں بھر دوں گا۔ چنانچہ کئی لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ باوجود

اس کے کہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں، تہجّد کے وقت میں ایسے اچانک آنکھ کھل جاتی ہے کہ جیسے کسی نے اٹھا دیا ہو۔ ان کے اندر گھڑی فٹ ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ آج ہم میں سے ہر ایک کی پیٹ کی گھڑی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ پیٹ کی گھڑی ہمیشہ ٹھیک وقت پر الارم بجا دیتی ہے اور ہر بندے کو پتہ چل جاتا ہے کہ بھوک لگی ہوئی ہے۔ تو جیسے ہمارے پیٹ کی گھڑی ٹھیک کام کرتی ہے اللہ والوں کے دل کی گھڑی ٹھیک کام کر رہی ہوتی ہے۔ وہ تہجّد کے وقت الارم بجا دیتی ہے۔ کتنا تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں آخری پہر میں ان کی آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ اپنے رب کے آگے کھڑے ہو کر اپنے رب کو مناتے ہیں۔

تین گھنٹوں کی نیند تین منٹ میں:

ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرمانے لگے کہ ایک دفعہ میں بہت ہی تھکا ہوا تھا، کئی دن سے مسلسل کام کر رہا تھا۔ مغرب کی نماز کا وقت قریب تھا، تھکاوٹ اتنی غالب تھی کہ میں عاجز آ گیا اور میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ بس آپ سب لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ وہ کہنے لگے کہ حضرت! نماز میں بس دس پندرہ منٹ باقی ہیں، آپ بعد میں سو جانا۔ میں نے کہا کہ بس آپ جائیں۔ میں نے ان سب کو کمرے سے باہر نکال دیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کنڈی لگا دی اور آ کر بستر پر سو گیا، میں سوتا رہا سوتا رہا حتیٰ کہ میری نیند پوری ہو گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ''ہم ہی سلاتے ہیں اور ہم ہی جگاتے ہیں''۔ اس بات کو سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فرماتے ہیں کہ میری طبیعت تازہ دم تھی میں نے کہا اچھا اٹھ کر وضو کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ جب میں اٹھا اور کنڈی کھولی تو دیکھا کہ جن لوگوں کو باہر نکالا تھا وہ دروازے پر ہی کھڑے تھے۔ دروازہ کھولا باہر نکلا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت! آپ نے سونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ میں نے کہا کہ نہیں میری تو نیند پوری ہو گئی۔ اس پر انہوں نے گھڑی دیکھی اور کہنے لگے، کہ ابھی ہمیں کمرے سے نکلے صرف تین منٹ ہی گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے

پیاروں کو تین منٹ میں اتنا سکون دے دیتا ہے کہ گویا ان کو تین گھنٹے کی نیند نصیب ہوگئی اور ہم ساری رات بھی سو کر تازہ دم نہیں ہوتے۔

مقربین کی کروٹ بدلنے والے فرشتے:

فرشتوں کی ایک تیسری جماعت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں کہ جاؤ جو لوگ میرے مقربین میں سے ہیں ان کی جا کر کروٹ بدل دو، وہ چاہیں گے تو اٹھ کر نماز پڑھیں گے، تلاوت کریں گے اور مجھ سے مانگیں گے اور چاہیں گے تو لیٹے رہیں گے۔میں جس طرح ان کی عبادت سے راضی ہوں اسی طرح ان کے سو جانے پر بھی راضی ہوں۔ نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ یہ وہ علماء ہوتے ہیں جو صاحب معرفت ہوتے ہیں اور ان کا سونا بھی اللہ رب العزت کے نزدیک عبادت میں شمار کر لیا جاتا ہے۔

ایک مثال سے وضاحت:

دیکھیں آپ ایک لکڑی کا کام کرنے والے کو گھر لائیں اور وہ آ کر آری سے اپنا کام شروع کرے اور کچھ دیر کے بعد اس کے اوزار کند ہو جائیں تو وہ کیا کرتا ہے؟ وہ ذرا بیٹھ کے ان کو تیز کرتا ہے۔اب جب وہ اپنے اوزاروں کو تیز کر رہا ہوتا ہے تو کوئی آدمی اس کا وقت نہیں کاٹتا۔کوئی بھی آدمی یہ نہیں کہے گا کہ آپ نے آدھا گھنٹہ آری تیز کرنے میں لگایا ہم تو آپ کا وقت کاٹیں گے۔وہ کہے گا بھئی! آری کو تیز کرنا اس کام کرنے میں شامل ہے۔اسی طرح یہ وہ اللہ والے ہوتے ہیں جو ہر وقت اللہ کی یاد میں اور اس کے دین کے کام کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔جب یہ سو جاتے ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بدن کو آرام مل جائے تاکہ تازہ دم ہو کر دوبارہ کام کریں۔ یہ اس وقت اس بندے کی مانند ہوتے ہیں جو لکڑی کو کاٹنے کے لئے اوزاروں کو تیز کر رہا ہوتا ہے۔اس لئے ان کے سونے پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو مزدوری عطا کر دی جاتی ہے کہ یہ میرے وہ بندے ہیں جن کا سونا بھی اب میرے نزدیک عبادت کا

حکم اختیار کر گیا ہے۔

نو جوانوں کی زبوں حالی:

آج عبادت کا شوق نکلتا چلا جا رہا ہے۔ چنانچہ نو جوانوں میں سے آج مشکل سے ہی کوئی نو جوان نظر آئے گا جس کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ میں جاگوں اور اپنے رب کو مناؤں اور مجھے تہجّد کی توفیق مستقل نصیب ہو جائے۔ عجیب بات تو یہ کہ اب اس کے لئے دعائیں بھی نہیں کرواتے۔ دعاؤں کے لئے آتے ہیں تو کونسی دعائیں کرواتے ہیں، نوکری کی دعائیں، قرضے کی دعائیں، کاروبار کی دعائیں، مکان کی دعائیں، اپنی شادی کی دعائیں، اپنی بیماری کی دعائیں...... اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ قسمت سے کوئی ہوگا جو آ کر کہے گا کہ حضرت! دعا کیجئے کہ اللہ تہجّد کی پابندی عطا فرما دے۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب:

عوام الناس تو ہیں ہی عوام الناس اس وقت اہل علم حضرات کو بھی مغالطہ لگ رہا ہے۔ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ جی ہم مدرسوں کے ماحول میں رہنے والے بہت سے کبائر سے تو مدرسے کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے ویسے ہی بچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی سارا دن جو ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں تو پھر رات کی عبادت کا ثواب تو پڑھنے پڑھانے میں مل ہی جاتا ہے۔ جی ہاں، کیا صحابہ کرامؓ سارا دن دکان داریاں کرتے تھے اسی لئے ان کو رات کو تہجّد پڑھنے کی ضرورت پیش آتی تھی؟ محدثین اور فقہاء سارا دن کاروبار کرتے تھے اسی لئے عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں پڑھتے تھے؟ اب نئے پڑھنے پڑھانے والے تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی پڑھنے پڑھانے میں رات کی عبادت کا اجر تو مل ہی جاتا ہے۔ جی ہاں، کتنا حسین اور خوبصورت دھوکا ہے جو شیطان دے رہا ہے۔ اٹھنے کی تڑپ ہی نہیں رہی چنانچہ تہجّد تو کیا گئی فجر کی تکبیر اولیٰ جاتی ہے۔ تکبیر اولیٰ تو کیا گئی فجر کی جماعت چلی جاتی ہے۔ بعض

دوستوں نے خود اپنے زبان سے کہا کہ بسا اوقات ہماری فجر کی نماز بھی قضاء ہو جاتی ہے۔ اب بتائیے جب وہ لوگ جو دین کا علم رکھنے والے ہیں، ورثۃ الانبیاء میں شامل ہونے کے متمنّی ہیں، جب اس دور میں ان کی کیفیت یہ بن جائے تو پھر سوچئے کہ عوام الناس کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے آج کل مسجدوں کے اندر فجر کی نماز کی حاضری بہت تھوڑی ہے۔

سلطنت کے زوال کی علامت:

ایک وقت وہ تھا جب لوگ تہجّد میں جاگتے تھے اور ان کے گھروں سے قرآن پاک پڑھنے کی آوازیں ایسے آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آوازیں آیا کرتی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ خلیفۂ بغداد کی ماں آ کر اسے کہتی ہے کہ بیٹا! تمہاری سلطنت کو زوال آنے والا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں، امی جان! آپ کو کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے جواب دیا کہ پہلے محلے کی عورتیں تہجّد کی نماز پڑھنے کے لئے سو سے بھی زیادہ آتی تھیں اور آج رات صرف ستر عورتیں تہجّد کی نماز پڑھنے کے لئے آئی ہیں اور آج وہ کیفیت نہیں۔

نور پیر دا ویلا:

آج کل کے جو نیک لوگ ہیں وہ بھی فجر بین النومین پڑھتے ہیں۔ سنت تو یہ ہے کہ تہجّد بین النومین پڑھے مگر آج کل کے نیک لوگ بھی فجر کی نماز بین النومین پڑھتے ہیں۔ بس بڑی مشکل سے اٹھے اور فجر پڑھ کے سو گئے۔ وہ اوراد و وظائف جو فجر کے بعد کئے جاتے تھے ان کا اہتمام نہ رہا۔ حالانکہ ہمارے مشائخ نے اس قدر اس کی پابندی کروائی کہ صبح کے وقت کا نام ہی ''نور پیر دا ویلا'' پڑ گیا۔ او خدا کے بندے! ہمارے مشائخ اتنا اوراد و وظائف کا اہتمام کرتے تھے اور آج وہ وقت سو کر گزر جاتا ہے اور معمولات اللہ کے حوالے ہو جاتے ہیں۔

قحط الرجال کا دور:

اسی لئے آج خانقاہیں اعمال سے خالی ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

آج وہ لوگ جنہوں نے لوگوں کو شب زندہ دار بنانا تھا، لوگوں کے اندر اللہ رب العزت کی محبّت بھرنی تھی اور لوگوں کو دنیا سے کاٹ کر اللہ سے جوڑنا تھا، ان کے اپنے اندر بھی سہولت پسندی آ گئی۔ دکان داری چل رہی ہے، مریدین آتے ہیں، تحفے تحائف چل رہے ہیں اور ماشاء اللہ لاکھوں مریدین کے روحانی پیشوا ہیں۔ سیاست سے فرصت ملے یا نہ ملے روحانی پیشوا بنے ہوتے ہیں۔ تو جب خانقاہوں کا یہ حال ہے تو پھر اللہ اللہ سیکھنے والوں کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے آج قحط الرجال کا دور ہے۔ کہیں کہیں کوئی چراغ ٹمٹماتا ہوا نظر آتا ہے۔

کیمیائے احمر سے قیمتی شخصیت:

شیطان نے ہر طرف اندھیرا پھیلایا ہوا ہے۔ خواہشات نفسانی کا غلبہ ایسا ہے کہ باہر بھی اندھیرے ہیں اور من میں بھی اندھیرے ہیں۔ اب ایسے میں اگر کوئی ایسا شیخ مل جائے جو آپ کو سلوک سکھانے کے لئے محنت کرنے والا ہو، اخلاص کے ساتھ سلوک کے راستے پر چلانے والا ہو تو بقول حضرت مجدد الف ثانیؒ اس کو کیمیائے احمر سے کم نہ سمجھنا چاہیے اس لئے کہ جس دور میں لوگ کم ہوں پھر اس دور میں جو بھی ہوتے ہیں اللہ رب العزت ان کی قدر و قیمت کو بڑھا دیا کرتے ہیں

تین راتوں میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت:

اللہ تعالیٰ حضرت بابو جی عبداللہؒ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ بہت مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ ایسے مستجاب الدعوات تھے کہ جس بندے کے لئے دعا کر دیتے تھے کہ اللہ اس کو اپنے

محبوب ﷺ کی زیارت نصیب فرما، تین راتوں کے اندر اس کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی تھی۔ ہم نے اپنی زندگی میں اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔ متعدد دوستوں کے لئے دعائیں کروائی اور الحمدللہ ہر بندے کو اللہ رب العزت نے تین دنوں میں یا تین راتوں میں نبی اکرم ﷺ کا دیدار نصیب فرما دیا۔

ذکرِ الٰہی کے فائدے:

حضرت بابو جی عبداللہؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو ذاکر شاغل آدمی ہوتا ہے ایک تو اسے موت کے وقت پیاس نہیں لگتی اور دوسرا اللہ رب العزت قبر کا عذاب اس بندے کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو یہ دو بڑی نعمتیں ہیں۔ اگر اچھی موت مرنا چاہیں اور قبر کے اندر آسانی کا وقت گزارنا چاہیں تو اس کے لئے ذکر بالکل تریاق کی مانند ہے اس لئے کثرت کے ساتھ ذکر کریں۔ ذکر سے اللہ رب العزت بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے اندر قوت ارادی پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے رب کی عبادت کیا کرتا ہے۔

میاں بیوی کے اوقات کی تقسیم:

ایک وہ وقت تھا کہ ہمارے اسلاف عبادت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششیں کیا کرتے تھے۔ بھائی بھائی آپس میں بڑھنے کی کوششیں کر رہے ہوتے تھے، میاں بیوی نے اوقات تقسیم کئے ہوتے تھے۔ میاں سوچتا کہ میں رات کے پہلے حصہ میں سو جاؤں اور رات کے آخری حصے میں گھر کے اندر تہجّد پڑھوں گا۔ بیوی کہتی کہ میں رات کے اول حصے میں نفلیں پڑھ لوں گی اور باقی حصے میں سو جاؤں گی۔ میاں بیوی کی زندگی ایسی ہوتی تھی کہ پورے چوبیس گھنٹے میں گھر کا کوئی نہ کوئی فرد عبادت میں مشغول ہوا کرتا تھا۔ اوقات کی تقسیم کر رکھی ہوتی تھی۔

باوضوزندگی گزارنے کی تڑپ:

اسی طرح باوضوزندگی گزارنے کی تمنا ہوتی تھی۔ چنانچہ مجھے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے ایک صاحب کے گھر جانے کا موقع ملا۔ ان کے بچے گھر کے گراؤنڈ میں فٹ بال کھیل رہے تھے۔ نئی آبادی تھی، مسجد قریب نہیں تھی اس لئے گھر میں ہی جماعت سے نماز ادا کرنا پڑتی تھی۔ جب ہم نے مغرب کی نماز کے لئے اذان دی اور صفیں بنانی شروع کیں تو ہم نے دیکھا کہ وہ بچے جو فٹ بال کھیل رہے تھے چھوٹے بڑے سارے ہی آئے اور آ کر صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے صاحب خانہ سے پوچھا کہ ان بچوں نے وضو نہیں کرنا؟ انہوں نے کہا کہ وضو کیا ہوا ہے۔ اس عاجز نے سمجھا کہ شاید انہوں نے سوچا ہو گا کہ مہمان آیا ہوا ہے نماز تو پڑھنی ہی ہے اس لئے ہم پہلے سے وضو کر کے کھیلتے ہیں۔ لیکن نماز پڑھنے کے بعد صاحب خانہ نے بتایا کہ ہمارے خاندان میں اوپر مشائخ سے یہ عمل چلتا آ رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی جب چار پانچ سال کی عمر سے بڑا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو ہر وقت باوضو رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ہمارے گھر میں آپ کسی بندے کو بھی جاگتے ہوئے ہوش کی حالت میں بے وضو نہیں دیکھیں گے۔ آج کے دور میں بھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ اور تمنا ہوتی ہے كَمَا تَعِيشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ فرمایا تم جس حال میں زندگی گزارو گے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی۔ تو باوضو زندگی گزارنے والوں کو اللہ تعالیٰ باوضو موت عطا فرمائیں گے۔

ایک باندی کا ذوق عبادت:

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں ایک باندی خرید کر لایا۔ دیکھنے میں وہ کمزور سی تھی، بیماری سی لگتی تھی۔ سارا دن اس نے گھر کے کام کئے اور عشاء کے بعد مجھ سے پوچھنے لگی کہ کوئی اور کام بھی میرے ذمے ہے۔

میں نے کہا، جاؤ آرام کرلو۔اس نے وضو کیا اور مصلے پر آ گئی اور مصلے پر آ کر اس نے نفلیں پڑھنی شروع کر دیں۔ کہنے لگے، میں سو گیا۔ تہجّد کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ وہ اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھی، مناجات کر رہی تھی اور مناجات میں یہ کہہ رہی تھی کہ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبّت رکھنے کی قسم! آپ میری یہ بات پوری فرما دیجئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا کہ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبّت رکھنے کی قسم، تو میں نے اس کو ٹوکا اور کہا، اے لڑکی! یہ نہ کہہ کہ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبّت رکھنے کی قسم، بلکہ یوں کہہ کہ اے اللہ! مجھے آپ سے محبّت رکھنے کی قسم۔ فرماتے ہیں کہ جب اس نے یہ سنا تو وہ ناراض ہونے لگ گئی، بگڑ گئی اور کہنے لگی میرے مالک! بات یہ ہے کہ اگر اللہ رب العزت کو مجھ سے محبّت نہ ہوتی تو یوں وہ مجھ کو مصلے پر نہ بٹھاتا اور آپ کو ساری رات میٹھی نیند نہ سلاتا۔ آپ کو جو میٹھی نیند سلا دیا اور مجھے مصلے پر بٹھا کر جگا دیا، میرے ساتھ کوئی تعلّق تو ہے کہ مجھے جگایا ہوا ہے۔ سبحان اللہ، ایک وہ وقت تھا کہ تہجّد کے وقت اپنے رب سے یوں اپنے تعلّق کے واسطے دیا کرتے تھے۔ اے اللہ! آپ کو مجھ سے محبّت رکھنے کی قسم، واقعی اللہ رب العزت کو ان سے محبّت ہوتی تھی اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے محبّت ہوتی تھی۔

روزانہ ستر طواف کرنے والے بزرگ:

ایک بزرگ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ستر سال کی عمر تھی اور ستر سال کی عمر میں وہ روزانہ ستر مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ ہر طواف کے سات چکر ہوتے ہیں اور ستر طواف کے ۴۹۰ چکر اور ہر طواف کے دو رکعت واجب الطّواف واجب لغیرہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ستر ہوں تو ۱۴۰ رکعت نفلیں۔ اب ہم ۴۰ رکعت نفلیں ہی پڑھ کر دیکھ لیں کہ حالت کیا بنتی ہے۔ یہ ان کے عملوں میں سے ایک عمل تھا کہ ۴۹۰ چکر لگاتے اور اس کے اوپر ۱۴۰ رکعت نفلیں پڑھتے اور یہ زندگی کا ایک معمول تھا باقی معمولات ا

سکے علاوہ ہوا کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کا ذوق عبادت:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ گیا، مجھے جاتے ہوئے سواری کے اوپر ۱۶ دن لگے اور ۱۶ دنوں میں میرے ۱۶ قرآن مکمّل ہو گئے۔ ان کو کیوں اتنا عبادت کا شوق ہوتا تھا؟ آپ کو پھل کھانے کا شوق ہے، جوس پینے کا شوق ہے، آئس کریم کھانے کا شوق ہے اسی طرح ان حضرات کو بھی عبادت کا شوق ہوتا تھا۔ آپ کو مختلف کھانے کھا کر مزہ آتا ہے ان کو مختلف عبادات کر کے مزہ آتا تھا۔

ایک انمول تمنا:

ایک بزرگ سے موت کے قریب پوچھا گیا آپ کی زندگی کی کوئی آخری تمنا ہے تو بتائیں۔ فرمانے لگے، میرے دل میں ایک ہی تمنا ہے کہ ایک لمبی سردیوں کی رات ہوتی جسے میں اپنے رب کے حضور اسے منانے میں گزار دیتا۔ سبحان اللہ

سعید ابن جبیرؒ کا ذوق عبادت:

سعید ابن جبیرؒ کو جب حجاج بن یوسف نے شہید کرنا تھا تو پوچھا کہ تمہاری آخری تمنا کیا ہے؟ فرمانے لگے، کہ دو رکعت نفل پڑھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے جلدی جلدی نفل پڑھ لئے۔ حجاج نے پوچھا، کہ جلدی کیوں پڑھ لئے؟ فرمایا جی تو چاہتا تھا کہ لمبا قیام کروں مگر دل میں خیال آیا کہ تو یہ سوچے گا کہ موت کے ڈر کی وجہ سے نماز لمبی کر لی۔ اس لئے میں نے جلدی پڑھ لی۔ اب ذرا سوچئے ادھر جلاد ان کا سر قلم کرنے کو تیار ہے اور ادھر ان کی حالت یہ ہے کہ جی تو چاہتا تھا کہ دو رکعت لمبی پڑھ لیتا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر لطف عطا فرما دیا تھا۔ ان کے لئے راتوں کو جاگنا کوئی مشکل نہیں تھا۔

تہجّد کی نماز اور سو روپیہ:

راتوں کو جاگنا کوئی مشکل نہیں ہوتا جب کہ آدمی کو پتہ ہو کہ مجھے اس پر تنخواہ ملے گی۔ ایک آدمی جو بازار کے اندر چوکیداری کرتا ہے، پہرہ دیتا ہے وہ ساری رات جاگتا ہے۔ اس لئے کہ مہینے کے بعد تین ہزار روپے تنخواہ ملے گی۔ اب اس بندے کو ہر رات جاگنے پر ۱۰۰ روپیہ ملنے کی توقع ہوتی ہے اور وہ آنکھ بھی نہیں جھپکتا۔ بیٹھتا بھی نہیں، چلتا رہتا ہے اور پہرہ دیتا رہتا ہے۔ جاگتا بھی رہتا ہے اور جگاتا بھی رہتا ہے۔ میرے دوستو! ہم تہجّد کی نماز میں کھڑے نہیں ہو سکتے کہ جی نیند آئی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے نزدیک تہجّد کی قیمت ۱۰۰ روپے کے برابر بھی نہیں اور کہتے ہیں او جی آنکھ نہیں کھلتی۔

من حرامی تے حجتاں ڈھیر

اصل میں اندر چور ہوتا ہے اور اوپر سے بہانے تراش رہے ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم جھوٹے بہانے بنا کر لوگوں کو راضی کر لیں گے لیکن پروردگار تو جانتے ہیں کہ اٹھتا اس لئے نہیں کہ دل کے اندر گناہ بہت زیادہ ہیں۔

تہجّد سے محرومی کا علاج:

حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، حضرت! مجھے رات جاگنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اے دوست! تو دن کے وقت میں اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ کر لے اللہ تعالیٰ تجھے رات کے اعمال کی توفیق نصیب فرما دیں گے۔ اگر ہم دن میں گناہوں سے بچ جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں رات کو تہجّد کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

مشتبہ لقمے کی نحوست:

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی کے ہاں دعوت کھائی اور کوئی مشتبہ لقمہ میرے منہ

میں چلا گیا۔ شبہ والا لقمہ تھا حرام نہیں، حرام تو بڑا واضح ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ لقمہ میرے اندر چلا گیا تو ۴۰ دن کے لئے میری تمام کیفیات کو سلب کر لیا گیا۔

تہجّد سے محرومی کی ایک عجیب وجہ:

ایک مفتی صاحب اپنی زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ ان کی بیعت کا تعلّق حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ سے تھا، وہ بہت بڑے عالم اور بزرگ گزرے ہیں۔ یہ بات مفتی صاحب خود سنایا کرتے تھے کہ میں جب بیعت تھا تو کئی مرتبہ حضرتؒ کی خدمت میں آنا جانا رہتا تھا اور اس دور میں ہماری تہجّد کے قضاء ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ ہم واپسی کی اجازت لینے کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور حضرتؒ کا جی چاہتا تھا کہ ہم ایک دو دن رک جائیں، وجہ کیا تھی کہ شیخ کی مہلت تھوڑی تھی۔ اس کے چند دن بعد ان کا انتقال ہونا تھا۔ تو اللہ نے دل میں ڈالا ہوگا کہ یہ آئے ہیں تو کچھ لے کے جائیں۔ شیخ تو اس کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کہ بھئی ذرا ایک دو دن ٹھہر جاؤ، اللہ کے بندو! یہ نعمت پالو۔ مگر فرمانے لگے کہ حضرت! ہمارے اوپر درس و تدریس کا بھوت سوار تھا اور ہم اپنے مدرسوں میں واپس آگئے۔ پھر حضرتؒ کی وفات ہوگئی اور ان کی وفات کے بعد آج تک ہمیں تہجّد میں استقامت نصیب نہ ہوسکی۔

بیالیس سال تک تلاوت قرآن کا معمول:

یہ نعمتیں گھر بیٹھے نہیں ملتیں یہ مشائخ کی صحبت میں آکر ملتی ہیں۔ یہ ان کے پاس رہنے سے ملتی ہے۔ آج کے دور میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ چنانچہ میری ملاقات ایک عالم سے ہوئی ان کی بیعت کا تعلّق حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ جو ہمارے دادا پیر ہیں ان کے ساتھ تھا۔ عاجز نے خود یہ بات سنی فرمانے لگے، حضرتؒ سے بیعت کئے ہوئے مجھے بیالیس سال گزر گئے ہیں، بیالیس سال میں قرآن

پاک کا ایک پارہ تلاوت کرنے والے عمل میں ایک دن بھی ناغہ نہیں ہوا۔

ستائیس سال سے اوّابین کی پابندی:

کچھ عرصہ پہلے ایک دوست نے خط لکھا۔ وہ جوان العمر ہے، اس کی داڑھی میں مشکل سے کوئی سفید بال نظر آئے گا، لکھتا ہے کہ حضرت! الحمدللہ ۲۷ سال سے میرے اوابین کے نوافل کبھی قضاء نہیں ہوئے۔ آج کے دور میں بھی کرنے والے کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن کی تہجّد کی نماز گیارہ گیارہ سال سے کبھی قضاء نہیں ہوئی

ایک خاتون کا ذوقِ عبادت:

پچھلے دنوں ہمارے ایک دوست کی والدہ فوت ہوئی۔ ان کی والدہ کی بیعت کا تعلّق ہمارے پیرو مرشدؒ کے ساتھ تھا۔ پھر اس کے بعد اس عاجز سے ہوا۔ اپنی وفات سے پہلے انہوں نے اپنے سارے گھر کے بچے، بچیوں، مردوں اور عورتوں کو بلایا اور انہیں فرمایا کہ دیکھو! میری جب شادی ہوئی اس وقت میری عمر بیس سال تھی اور آج میری عمر ۸۰ سال ہے۔ اس ساٹھ سالہ ازدواجی زندگی میں میری کبھی بھی کوئی نماز قضاء نہیں ہوئی۔

دورِ حاضر کا المیہ:

اگر ایسی عورتیں آج زندگی گزار رہی ہیں تو بتائیے وہ عورتیں جو بہانہ کرتی ہیں کہ جی بچوں کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ لگتا ایسے ہے کہ جتنی نمازیں پڑھنے والی ہوتی ہیں سب کے بچے نہیں ہوتے تھے۔ یہ نئی آئی ہیں کہ اب ان کو اولاد ملنی شروع ہوئی ہے، پہلے نہیں ہوتی تھی۔ سب بہانے کہ جی مہمان آ گئے تھے، نماز قضاء ہوگئی۔ مہمان کی رعایت کرتے ہیں پروردگار اور رحمان کی رعایت نہیں کرتے۔ آج عبادات کا شوق ختم ہوتا جا رہا ہے اور یہ المیہ ہے اس وقت کا۔

عبادت کا شوق کیسے پیدا ہوتا ہے؟

یہ عبادت کا شوق کیسے آئے گا؟ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ جو آدمی کپڑے والوں کے پاس بیٹھے گا اسے کپڑے کا کاروبار کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے، جو کمپیوٹر والوں کے پاس بیٹھے گا اس کے ذہن میں وہ کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے، جو آدمی کسی بزنس مین کے پاس بیٹھے گا اس کے ذہن میں وہ کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور آدمی شب زندہ دار، عبادت گزار لوگوں کی محفل میں بیٹھے گا اس کے دل میں عبادت زیادہ کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔

شب بیداری کی برکات:

یہ جو ماہانہ اجتماع رکھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب کم از کم ایک رات تو اکٹھا مل بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا وقت گزاریں۔ مہینے میں کم از کم ایک رات تو ایسی ہو جو ہم اسلاف کے نقش قدم پر گزاریں تاکہ اس رات کو ہمارے مشائخ کی راتوں کے ساتھ مشابہت نصیب ہو جائے۔ آپ دیکھئے گا کہ اس کے اثرات آپ کو خود اپنی زندگی میں آتے ہوئے محسوس ہوں گے۔ جن جن شہروں میں ہمارے دوستوں نے یہ ماہانہ پروگرام کرنا شروع کیا اس کی برکات محسوس ہو رہی ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو آ کر بتاتے ہیں کہ اس ایک رات کی برکت سے مہینے کی کتنی اور راتوں میں اللہ تعالیٰ انہیں تہجّد کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔

شب زندہ داروں کا اکاؤنٹ:

ایک بات ذہن میں رکھئے ذرا مثال سمجھنے کی کوشش کرنا۔ ایک بنک ہے جس میں اربوں کھربوں روپوں کے مالکوں نے اکاؤنٹ کھولے ہوئے ہیں۔ ایک بندے نے اکاؤنٹ کھولا اور ایک ہزار روپے جمع کروا دیئے۔ اب بتائیں جب وہ لسٹ بنائیں گے کہ اس بنک میں کس کس بندے کا اکاؤنٹ موجود

ہے تو یہاں اربوں کھربوں پتی لوگوں کے نام آئیں گے اس ایک ہزار روپے والے کا نام بھی فہرست میں آئے گا۔ بالکل اسی طرح ہمارے اسلاف کے اکاؤنٹ شب زندہ داریوں کے کھلے ہوئے تھے، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے شب زندہ دار بندے کہاں ہیں؟ تو اس فہرست میں جہاں ہمارے ان اسلاف کا نام آئے گا تو اگر مہینے میں ایک رات ہم نے بھی جاگ لی اور ہمارے نامہءاعمال میں بھی وہ شب زندہ داری کی رات گزری تو کیا فہرست میں ہمارا نام نہیں آئے گا؟ بھئی اکاؤنٹ میں رقم تھوڑی سہی مگر کھلا تو ہوا ہے۔اسی طرح سمجھئے کہ ہم اپنے رب کی عبادت کے لئے آج رات اپنا اکاؤنٹ کھلوا رہے ہیں۔ لہذا ہم اس رات کو جاگیں گے اور اپنے جسم کو اللہ کی عبادت میں جگانے کا اجر پائیں گے۔

بغیر اجر کے جاگنے والے لوگ:

یہ جسم معلوم نہیں دنیا کی خاطر کتنی مرتبہ جاگا ہوگا، کبھی تو اللہ کے لئے بھی جاگے۔ دیکھیں ذرا! ائیر پورٹوں پر، ریل گاڑیوں کے اسٹیشنوں پر، بسوں کے اسٹینڈ پر، کارخانوں میں اور فیکٹریوں میں لوگ راتوں کو جاگ رہے ہوتے ہیں۔ ہر جگہ لوگ راتوں کو جاگ رہے ہوتے ہیں۔ اگر لوگ دنیا کی خاطر راتوں کو جاگ رہے ہوتے ہیں تو کیا زندگی میں ایک رات ہم اللہ کے لئے عبادت کی نیت سے نہیں جاگ سکتے ۔وہ جاگتے ہیں تو ان کو اجر نہیں ملتا لیکن جب ہم عبادت کی نیت سے جاگیں گے تو اللہ رب العزت سے اجر پائیں گے۔

جاگ کر کون سے اعمال کئے جائیں:

ہم اس رات میں ذوق شوق کے ساتھ آئیں اور یہاں پر عبادت میں اپنا وقت گزاریں۔ نماز پڑھیں، صلوٰۃ التسبیح پڑھیں، زندگی کی جو نمازیں قضاء ہوئیں وہ پڑھ لیں، قرآن پاک کی تلاوت کر لیں، لمبا

مراقبہ کرلیں، اللہ تعالیٰ سے تسلّی کی دعا مانگ لیں، کوئی کام تو کریں۔ ایک رات تو ہمیں سکون اور تسلّی سے عبادت کرنے کی مل جائے تاکہ ہمیں اللہ والوں کے ساتھ مشابہت نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت مل جائے کہ میرا یہ بندہ میری یاد میں اور میری محبّت میں رات بھر جاگتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی قبولیت ہوگی۔

خشیت الٰہی کی پہچان:

جب ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ خشیت عطا فرما دیتے ہیں تو اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ آدمی گناہوں سے بچ جایا کرتا ہے۔ یاد رکھنا ہر چیز کی کوئی دلیل ہوتی ہے اگر کوئی پوچھے کہ اس کو خشیت الٰہی حاصل ہے یا نہیں تو اس کی دلیل یہ ہوگی کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو ترک کر دیا ہے یا نہیں۔ اگر گناہوں کو ترک کر چکا ہے پھر اسے خشیت کی وہ کیفیت حاصل ہے۔ گناہوں کو ترک کر دینا یہ مومن کی زندگی کا مقصد ہے۔ اس لئے کہ گناہوں کی لذت ابتداء میں شہد کی مانند ہوتی ہے مگر گناہوں کا انجام زہر کی کرواہٹ کی طرح ہوا کرتا ہے۔

عزازیل سے شیطان بننے کی پانچ وجوہات:

عزازیل جس نے اتنی عبادت کی کہ چپے چپے پر سجدے کئے اور بالآخر شیطان بنا، ابلیس بنا۔ جانتے ہیں اس کو کس چیز نے ابلیس بنایا۔ مزے کی بات ہے، ذرا سننے اور سمجھنے کی بات ہے۔ علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ پانچ باتوں نے طاؤس الملائکہ کو ابلیس بنا دیا، راندۂ درگاہ بنا دیا۔

سب سے پہلی بات یہ کہ گناہ تو کیا مگر گناہ کا اقرار نہ کیا، یہ شیطان کی نشانی ہے۔ دوسری بات یہ کہ گناہ تو کیا مگر گناہ پر ندامت نہ ہوئی۔ اس کو گناہ کے اوپر شرمندگی نہ ہوئی بلکہ ڈھیٹ بن کر کہنے لگا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ میں تو اس سے افضل ہوں۔ تیسری بات یہ کہ گناہ تو کیا مگر اپنے نفس کو بھی ملامت نہ کی یعنی یہ بھی نہیں کہ

اپنے من میں ہی اپنے نفس کو کہہ دیتا کہ تو نے برا کیا۔ چوتھی بات یہ کہ اپنے گناہ سے توبہ بھی نہ کی کہ اگر گناہ کر بیٹھا تھا تو توبہ کر لیتا۔ اور پانچویں بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ ان پانچ باتوں نے اس کو ابلیس بنا دیا۔

قبولیت توبہ کی پانچ وجوہات:

اس کے بالمقابل سیدنا حضرت آدمؑ کو دیکھئے۔ ان کے اندر پانچ خصلتیں موجود تھیں۔

پہلی یہ کہ انہوں نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (الاعراف:23) کہا۔ دوسری یہ کہ غلطی کا اقرار کر لینے کے بعد اپنی غلطی پر بہت نادم بھی ہوئے کہ مجھ سے کوتاہی ہوئی، بھول ہو گئی۔ اور تیسری یہ کہ انہوں نے اپنے آپ کو ملامت بھی کیا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ پھر اس کے بعد انہوں نے سچی توبہ بھی کی۔ اور آخری بات یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس بھی نہ ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرما لیا۔

ہماری ذمہ داری:

ہمیں چاہئے کہ ہم حضرت آدمؑ کے نقش قدم پر چلیں۔ ایک تو گناہوں کا اقرار کریں اور اس پر نادم بھی ہوں۔ اپنے نفس کو بھی ملامت کریں، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ بھی کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہوں۔ امید لگائے رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی سچی نیت کو لے کر بیٹھیں کہ رب کریم! اب تک جتنے گناہ کر چکے، ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ دل میں نیکی کا شوق لے کر بیٹھیں کہ پروردگار! ہمیں اپنی زندگی میں عبادت اور نیکی کرنے کا لطف اور مزہ نصیب فرما۔

لذت آشنائی:

جس بندے کو اللہ تعالیٰ عبادت کا شوق عطا کر دیتے ہیں تو اپنی محبّت کی شراب کا ایک قطرہ اس کے حلق میں ٹپکا دیتے ہیں اور پھر اس بندے کا عبادت میں خود بخود دل لگ جاتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ عجیب نعمت ہے۔ یہ جو حضرات مصلے پر بیٹھ کر ساری ساری رات گزار دیا کرتے تھے، یہ نہیں کہ ان کو کوئی مارے باندھے جاگنا پڑتا تھا۔ نہیں بلکہ وہ لذتوں کی خاطر جاگتے تھے۔ ان کو مزہ آتا تھا رات کو جاگنے کا، اتنا مزہ آتا تھا کہ رات کے گزرنے کا بھی ان کو پتہ نہ چلتا تھا۔

ایک مثال سے وضاحت:

دیکھئے، ایک ماں زیادہ کام کر کر کے تھکی ہوئی ہے اور سارے گھر میں کہتی ہے کہ میں آج اتنا تھک گئی ہوں کہ بس میں نے آج پڑتے ہی سو جانا ہے۔ آج مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے کیونکہ میری نیند پوری نہیں ہوئی، میرا بدن تھکا ہوا ہے، میرے بدن میں دردیں ہیں، میں تو فوراً سو جاؤں گی۔ اگر اس نے نیت کر لی فوراً سو جاؤں گی اور یہ واقعی لیٹ بھی گئی اور عین اسی وقت دروازے پر گھنٹی بجی، اس کا وہ بیٹا جو کئی سالوں سے پردیس گیا ہوا تھا وہ اچانک واپس آ گیا۔ تو بتائیے کہ اس ماں کی نیند رہے گی یا اڑ جائے گی؟ وہ اس کے ساتھ مزے سے بیٹھی دو تین گھنٹے باتیں کر رہی ہوگی۔ اگر سارے گھر والے پوچھیں، امی! آپ کی نیند کہاں گئی؟ امی! آپ کی تھکن کہاں گئی؟ تو کہے گی، کہ بس بیٹا آ گیا، میری تھکن دور ہوگئی اور بیٹے کو دیکھ کر میری نیند اڑ گئی۔ جیسے یہ تھکی ہوئی ماں اپنے بیٹے کو دیکھتی ہے، اس کا چہرہ دیکھ کر اس کو تھکن بھول جاتی ہے اور اس کی نیند اڑ جاتی ہے بالکل اسی طرح ہمارے اسلاف رات کو جب مصلے پر بیٹھ کر اللہ کی عبادتیں کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کے جمال کے جلوے ان کو دکھائی دیتے تھے تو ان کی

تھکن دور ہو جاتی تھی۔ وہ تازہ دم ہو جایا کرتے تھے۔ ہمیں عبادت تھکا دیتی ہے اور ان کو عبادت تازہ دم بنادیا کرتی تھی۔ وہ قرآن پڑھ کر تازہ دم، نفلیں پڑھ کر تازہ دم اور لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا کر تازہ دم ہو جاتے تھے۔

ہمارے لئے دوا اور ان کے لئے غذا:

اگر بھوک لگی ہو تو پلاؤ اور قورمے کھانے کتنے اچھے لگتے ہیں۔ اس لئے کہ بندے کی غذا ہوتے ہیں لیکن دوا پینی اور کھانی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ بلکہ کئی بچے اور عورتیں تو بیمار رہنا پسند کر لیتے ہیں لیکن دوا نہیں کھاتے۔ کیونکہ کڑوی ہوتی ہے۔ لیکن غذا کھانا آسان۔ ہمارے اسلاف کے لئے یہ عبادات غذا کی مانند تھیں اور ہمارے چونکہ مزاج بگڑے ہوئے ہیں ہمارے لئے یہ دوا کی مانند ہیں۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ چلو ایک رات تو سب کو دوا پلائیں، کاڑھا پلائیں۔

مسجد میں گدھا:

ایک دیہاتی کا گدھا مسجد میں آ گیا۔ مولانا صاحب نے دیکھا تو اس کو ایک ڈنڈا لگایا۔ دیہاتی نے پوچھا کہ، مولانا صاحب! اس کو ڈنڈے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مسجد میں جو گھس آیا۔ کہنے لگا، جی کیا کروں، وہ جانور ہے اسے پتہ نہیں تھا، کبھی مجھے بھی آپ نے مسجد میں دیکھا ہے؟ تو کئی لوگوں کو نفس یہ سکھا رہا ہو گا کہ اس دفعہ تو پھنس گئے آئندہ سہی۔

خوشی دیاں ونگاں:

یہ ”خوشی دیاں ونگاں“ ہیں۔ جی ہاں خوشی میں عورتیں چوڑیاں پہنتی ہیں اسی طرح یہ خوشی کی چوڑیاں ہیں جس کا جی چاہے وہ آئے، جس کو اپنا فائدہ نظر آئے وہ آئے اور جس کو نیند میں فائدہ نظر آئے وہ بے شک آرام سے سو جائے۔ اس لئے کہ آپ یہاں کچھ لینے کے لئے آئے ہیں، کچھ دینے کے لئے

نہیں۔

بیعت کرتے وقت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی کیفیت:

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ مجھ سے بیعت ہونے کے لئے آتا تو مجھے اس سے یوں ہیبت محسوس ہوتی جیسے بندے کو شیر سے ہیبت محسوس ہوتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے اعمال کے بارے میں اس سے بھی پوچھا جائے گا اور مجھ سے بھی پوچھا جائے گا کہ شیخ ہونے کے ناطے تم نے حق ادا کیا تھا یا نہیں۔ تم نے اسے خیر کی طرف بلایا تھا یا نہیں۔

جان بخشی:

عزیز دوستو! یہ مہینے میں ایک پروگرام ہم نے اپنی جان بچانے کے لئے رکھا ہے کہ آپ کی باتوں کا آپ سے حساب تو ہوگا ہی سہی لیکن جس کے ہاتھ میں آپ نے ہاتھ دیا ہے اس سے بھی پوچھا جائے گا۔ یہ مصیبت پڑی ہوئی ہے، اپنا بوجھ تو ہے ہی سہی جس جس بندے نے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہر اس بندے کا بوجھ سر کے اوپر ہے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (الاعراف:6) قرآن پاک کی اس آیت سے مشائخ نے یہ مطلب لکھا ہے کہ قیامت کے دن شیخ کو اللہ تعالیٰ زنجیروں سے باندھ کر کھڑا کریں گے اور اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک وہ یہ ثابت نہیں کر دیں گے کہ میں نے اپنے متعلّقین کی اصلاح کے لئے اپنی طرف سے پورا زور لگا دیا تھا۔ اس لئے یہ جو پروگرام رکھا ہے یہ اپنی جان بچانے کے لئے ہے۔ اب ہماری ذمہ داری پوری ہوگئی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ جی ہمیں تو وقت نہیں ملتا تھا۔ جی ہمارے شیخ مصروف رہتے ہیں اور ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔

روحانیت میں ظاہری فاصلوں کی حیثیت:

چلیں یہ ایک رات عبادت میں گزارنے کے لئے ہے ذرا آپ اس معمول میں جڑیئے پھر دیکھیں کہ آپ کو دور بیٹھے توجہات ملتی ہیں یا نہیں ملتیں۔ باطنی توجہات کے لئے یہ ظاہر کے فاصلے کچھ حیثیت نہیں رکھتے، مشرق اور مغرب کا فاصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ حضرات اگر اصلاح کی نیت سے یہاں آئیں گے تو جن حضرات کو اس عاجز نے یہاں نمائندہ بنایا ہے وہ آپ کو مراقبہ بھی کروائیں گے، رات کے اعمال میں بھی لگائیں گے اور آپ انشاء اللہ جھولیاں بھر کے واپس جائیں گے۔

جماعتی کام کی فضیلت:

ایک مسئلہ سنئے کہ اکیلا بندہ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ وہ قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن فقہ کا مسئلہ ہے کہ جس آدمی نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اب اگر پوری جماعت کے بندوں میں سے ایک کی نماز بھی قبول ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو بھی قبول فرمالیں گے۔ بالکل اسی طرح جب اتنے بندے رات کے اعمال کریں گے تو ان بندوں میں سے کسی ایک کی عبادت بھی قبول ہوگئی تو جماعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب کا جاگنا قبول فرمالیں گے۔

گزشتہ رمضان المبارک کی تھکاوٹ:

جب پچھلی دفعہ ہم نے روزے رکھے، تراویح پڑھی، اس وقت ہمیں تھکن محسوس ہوتی تھی، آج ہمیں یاد نہیں کہ رمضان شریف میں جسم تھکا تھا۔ اگر پچھلے رمضان کی تھکاوٹ یاد نہیں، وہ ختم ہوگئی لیکن اجر باقی ہے تو اسی طرح اگر آج کی رات جاگیں گے تو یہ تھکاوٹ بھی کل شام تک بھول جائیں گے اور اس پر ملنے والا اجر نامہء اعمال میں باقی رہے گا۔

نفس پر بوجھ ڈالئے:

نفس نے اگر جاگ جاگ کر گناہ کروائے تو ہم اس کو جگا جگا کر عبادت کیوں نہ کروائیں۔ اچھا ہے کہ کبھی ہماری آنکھوں میں بھی سرخ ڈورے پڑیں جیسے صحابہ کرامؓ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑے ہوتے تھے آنکھیں نیند کو ترستی تھیں۔ ہماری آنکھیں بھی نیند کو ترسیں۔ کس کے لئے؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے۔ ہم عبادت نہیں کر سکتے جیسے عبادت کرنے کا حق ہے لیکن ہم کچھ نیت تو کر سکتے ہیں، کچھ قدم تو بڑھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی قدم بڑھانے کو قبول فرمالیں گے اور اس کی برکتیں آپ محسوس کریں گے۔

شب بیداری کا پروگرام رکھنے کی وجہ:

یہ جو رات کا پروگرام رکھا یہ فقط اس لئے رکھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ مہینے کی ایک رات سب سالک ایک جگہ مل بیٹھیں اور اپنے رب کو یاد کریں۔ جی تو چاہتا تھا کہ دن کا وقت ہوتا مگر آپ لوگوں میں سے کسی کی مجبوریاں ہوتی ہیں، گھر کے کام ہوتے ہیں۔ آپ لوگ کہتے ہفتے بعد ایک چھٹی ملتی ہے وہ بھی اگر پیر صاحب کے پاس جانا پڑ گیا تو گھر کے کام کون کرے گا؟ تو شکوے شکایتیں ہوتیں۔ ہم نے کہا چلو دن کا وقت تم اپنے کاموں میں گزار لینا ہم آپ کو رات کو یہاں کچھ دیر عبادت میں مشغول رکھ لیتے ہیں۔ سیکھنے کا موقع مل جائے گا۔ سال میں اور نہیں تو بارہ راتیں تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں جاگ کر گزر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی بندہ محبوب ہوتا ہے جو دوسروں سے نسبتاً زیادہ محنت کر رہا ہو۔ آج کے دور میں جو لوگ ہیں ان سے کوئی تابعین والے حالات نہیں مانگے جائیں گے یا تبع تابعین والے حالات نہیں مانگے جائیں گے کہ اس دور کے حالات تمہارے پاس کیوں نہیں؟ احوال کیوں نہیں؟ ایسا نہیں بلکہ ہم سے آج کے دور کے حالات طلب کئے جائیں گے۔ اس لئے کہ پیدا جو اس دور میں ہوئے۔ لہذا آج کے دور کے بارے میں سوال ہوگا۔ جو بندہ نسبتاً زیادہ کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو توفیق عطا فرمائیں گے اور

قبولیت عطا فرمائیں گے۔

ایک واقعہ حدیث پاک میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ دو بندوں کو قبول فرما لیتے ہیں اور ان سے خوش ہو کر فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ایک جب کوئی قافلہ تھکا ہوا آئے اور رات کے آخری پہر میں آ کر سو جائے۔ایک آدمی ان میں سے تھکا ہوا تھا وہ اٹھا، اس نے وضو کیا اور مصلے کے اوپر کھڑا ہو کر عبادت کرنے لگ گیا۔اللہ تعالیٰ مسکرا کر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو باقی بھی تھکے ماندے تھے، یہ بھی تھکا ہوا تھا لیکن اس کو میری محبّت نے جگائے رکھا یہ کھڑا نفل پڑھ رہا ہے۔ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا ہوتا ہے۔اور دوسرا فرمایا کہ ایک وہ نوجوان کہ جس کی تہجّد کے وقت آنکھ کھلی اور اس نے وضو کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی جب کہ خوبصورت بیوی گھر میں موجود تھی۔وہ چاہتا تو اپنا وقت اس کے ساتھ گزار سکتا تھا۔لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترجیح دی۔اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس کو دیکھتے ہیں اور فرشتوں میں اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی نیند کی، اپنی خواہشات کی قربانی دے کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو قبول بھی فرماتے ہیں اور مسکرا کر اس کا تذکرہ فرشتوں کی محفل میں بھی فرما دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنے شب زندہ دار لوگوں میں شامل فرما دے اور ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے۔(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ